

عبدات کا حاصل

نماز، روزہ اور یح و زکوٰۃ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کیا ہے، اور اسلام کا رُکن قرار دیا ہے یہ ساری چیزیں دوسرے مذہبوں کی عبادات کی طرح پوچاپاٹ اور نذر و نیاز اور جاترا کی رسیمیں نہیں ہیں کہ بس آپ ان کو ادا کر دیں اور اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہو جائے، بلکہ دراصل یہ ایک بڑے مقصد کے لیے آپ کو تیار کرنے اور ایک بڑے کام کے لیے آپ کی تربیت کرنے کی خاطر فرض کی گئی ہیں.....

مختصر الفاظ میں تو صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ مقصد انسان پر سے انسان کی حکومت مٹا کر خداے واحد کی حکومت قائم کرنا ہے اور اس مقصد کے لیے سر دھڑکی بازی لگادینے اور جان توڑ کو شش کرنے کا نام جہاد ہے اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سب کے سب اسی کام کی تیاری کے لیے ہیں۔ لیکن چونکہ آپ لوگ مدت ہائے دراز سے اس مقصد کو اور اس کام کو بھول چکے ہیں اور ساری عبادتیں آپ کے لیے محض تصوف بن کر رہ گئی ہیں، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس ذرا سے فقرے میں جو مطلب میں نے ادا کیا ہے اسے آپ ایک معنے سے زیادہ کچھ نہ سمجھے ہوں گے۔ اب میں آپ کے سامنے اس مقصد کی تشریع [کرتا ہوں]۔

● خرابی کی جڑ: دنیا میں آپ جتنی خرابیاں دیکھتے ہیں اُن سب کی جڑ دراصل حکومت کی خرابی ہے۔ طاقت اور دولت حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ قانون حکومت بناتی ہے۔ انتظام کے سارے اختیارات حکومت کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ پولیس اور فوج کا زور حکومت کے پاس ہوتا ہے۔ لہذا جو خرابی بھی لوگوں کی زندگی میں پھیلتی ہے وہ یا تو خود حکومت کی پھیلائی ہوئی ہوتی ہے یا اس کی مدد سے پھیلتی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو پھیلنے کے لیے جس طاقت کی ضرورت ہوتی ہے وہ حکومت ہی کے پاس ہے.....

حکومت کی خرابی تمام خرایوں کی جڑ ہے۔ لوگوں کے خیالات کا گمراہ ہونا، اخلاق کا بگڑنا، انسانی قوتوں اور قابلیتوں کا غلط راستوں میں صرف ہونا، کاروبار اور معاملات کی غلط صورتوں اور زندگی کے بڑے طور طریق کارواج پانا، ظلم و ستم اور بد انعامیوں کا پھیلنا اور خلق خدا کا تباہ ہونا، یہ سب کچھ تیجہ ہے اس ایک بات کا کہ اختیارات اور اقتدار کی کنجیاں غلط ہاتھوں میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب طاقت بگڑے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو گئی اور جب خلق خدا کا رزق انھی کے تصرف میں ہو گا، تو وہ نہ صرف خود بگڑ کو پھیلائیں گے، بلکہ بگڑ کی ہر صورت ان کی مدد اور حمایت سے پھیلے گی اور جب تک اختیارات ان کے قبضے میں رہیں گے، کسی چیز کی اصلاح نہ ہو سکے گی۔

● اصلاح کرے لیے پہلا قدم: یہ بات جب آپ کے ذہن نشین ہو گئی تو یہ سمجھنا آپ کے لیے آسان ہے کہ خلق خدا کی اصلاح کرنے اور لوگوں کو تباہی کے راستوں سے بچا کر فلاح اور سعادت کے راستے پر لانے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ حکومت کے بگڑ کو درست کیا جائے۔ معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جہاں لوگوں کو زنا کی آزادی حاصل ہو، وہاں زنا کے خلاف خواہ کتنا ہی وعظ کیا جائے زنا کا بند ہونا محال ہے۔ لیکن اگر حکومت کے اختیارات پر قبضہ کر کے زبردستی زنا کو بند کر دیا جائے تو لوگ خود بخود حرام کے راستے کو چھوڑ کر حلال کا راستہ اختیار کر لیں گے۔ شراب، جوا، سود، رشوٹ، فحش تماشے، بے جیانی کے لباس، بد اخلاق بنانے والی تعلیم، اور ایسی ہی دوسری چیزیں اگر آپ عظوں سے دُور کرنا چاہیں تو کامیابی ناممکن ہے، البتہ حکومت کے زور سے یہ سب بلا نیم دُور کی جاسکتی ہیں۔ جو لوگ خلق خدا کو لوٹتے اور اخلاق کو تباہ کرتے ہیں ان کو آپ محض پنڈو نصیحت سے چاہیں کہ اپنے فائدوں سے ہاتھ دھولیں تو یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ ہاں، اقتدار ہاتھ میں لے کر آپ بزرگ ان کی شرارتؤں کا خاتمہ کر دیں تو ان ساری خرایوں کا انسداد ہو سکتا ہے۔ اگر آپ چاہیں کہ بندگان خدا کی محنت، دولت، ذہانت و قابلیت غلط راستوں میں ضائع ہونے سے بچے اور صحیح راستوں میں صرف ہو، اگر آپ چاہیں کہ ظلم مٹے اور انصاف ہو، اگر آپ چاہیں کہ زمین میں فساد نہ ہو، انسان انسان کا خون نہ چو سے نہ بھائے، دبے اور گرے ہوئے انسان اٹھائے جائیں اور تمام انسانوں کو یکساں عزت، امن، خوش حالی اور ترقی کے موقع حاصل ہوں، تو محض تبلیغ و تلقین کے زور سے یہ کام نہیں ہو سکتا، البتہ حکومت کا زور

آپ کے پاس ہوتو یہ سب کچھ ہونا ممکن ہے۔

پس یہ بالکل ایک کھلی ہوئی بات ہے جس کو سمجھنے کے لیے کچھ بہت زیادہ غور و فکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ اصلاح خلق کی کوئی ایکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کیے بغیر نہیں پڑ سکتی۔ جو کوئی حقیقت میں خدا کی زمین سے فتنہ و فساد کو مٹانا چاہتا ہو اور واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلق خدا کی اصلاح ہوتواں کے لیے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا افضل ہے۔ اسے انہنا چاہیے اور غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کارلوگوں کے ہاتھ سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیے.....

یہی وہ بنیادی اصلاح ہے جس کو اسلام جاری کرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ خدا کو اپنا بادشاہ (محض خیالی نہیں بلکہ واقعی بادشاہ) تسلیم کر لیں اور اس قانون پر جو خدا نے اپنے نبی کے ذریعے سے بھیجا ہے، ایمان لے آئیں، اُن سے اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے ملک میں اُس کا قانون جاری کرنے کے لیے آئھیں۔ اس کی رعیت میں سے جو لوگ باغی ہو گئے ہیں اور خود مالک الملک بن بیٹھے ہیں، ان کا زور توڑ دیں اور اللہ کی رعیت کو دوسروں کی رعیت بننے سے بچائیں۔ اسلام کی نگاہ میں یہ بات ہرگز کافی نہیں ہے کہ تم نے خدا کو خدا اور اس کے قانون کو قانون برحق مان لیا۔ نہیں، اس کو ماننے کے ساتھ ہی آپ سے آپ یہ فرض تم پر عائد ہو جاتا ہے کہ جہاں بھی تم ہو، جس سر زمین میں تمہاری سکونت ہو، وہاں خلق خدا کی اصلاح کے لیے اٹھو۔ حکومت کے غلط اصول کو صحیح اصول سے بدلنے کی کوشش کرو، ناخدا ترس اور شتر بے مہار قسم کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمان روائی کا اقتدار چھین لو، اور بندگان خدا کی رہنمائی و سربراہ کاری اپنے ہاتھ میں لے کر خدا کے قانون کے مطابق، آخرت کی ذمہ داری و جواب دہی کا اور خدا کے عالم الغیب ہونے کا یقین رکھتے ہوئے، حکومت کے معاملات انجام دو۔ اسی کوشش اور اسی جدوجہد کا نام جہاد ہے۔

● حکومت ایک کٹھن راستہ: لیکن حکومت اور فرمان روائی جیسی بدبلا ہے، ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ اس کے حاصل ہونے کا خیال آتے ہی انسان کے اندر لالج کے طوفان اُٹھنے لگتے ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی یہ چاہتی ہیں کہ زمین کے خزانے اور خلق خدا کی گردیں اپنے ہاتھ میں

آئیں تو دل کھول کر خدائی کی جائے۔ حکومت کے اختیارات پر قبضہ کر لینا اتنا مشکل نہیں جتنا ان اختیارات کے ہاتھ میں آجائے کے بعد خدا بنے سے بچنا اور بندہ خدا بن کر کام کرنا مشکل ہے۔ پھر بھلا فائدہ ہی کیا ہوا اگر فرعون کو ہٹا کر تم خود فرعون بن گئے؟ لہذا اس شدید آزمائش کے کام کی طرف بلانے سے پہلے اسلام تم کو اس کے لیے تیار کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

تم کو حکومت کا دعویٰ لے کر اٹھنے اور دنیا سے لٹانے کا حق اُس وقت تک ہرگز نہیں پہنچتا جب تک تمھارے دل سے خود غرضی اور نفسانیت نہ کل جائے۔ جب تک تم میں اتنی پاک نفسی پیدا نہ ہو جائے کہ تمھاری بڑائی اپنی ذاتی یا قومی اغراض کے لیے نہ ہو بلکہ صرف اللہ کی رضا اور خلق اللہ کی اصلاح کے لیے ہو، اور جب تک تم میں یہ صلاحیت مستحق نہ ہو جائے کہ حکومت پا کر تم اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو بلکہ خدا کے قانون کی پیروی پر ثابت قدم رہ سکو۔ محض یہ بات کہ تم کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہو، تمھیں اس کا مستحق نہیں بنا دیتی کہ اسلام تمھیں خلق خدا پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دے، اور پھر تم خدا اور رسول کا نام لے لے کرو ہی سب حرکتیں کرنے لگو جو خدا کے باغی اور ظالم لوگ کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لیے تم کو حکم دیا جائے، اسلام یہ ضروری سمجھتا ہے کہ تم میں وہ طاقت پیدا کی جائے جس سے تم اس بوجھ کو سہار سکو۔

● عبادات: ایک تربیتی کورس: یہ نماز اور روزہ اور یہ زکوٰۃ اور حج دراصل اسی تیاری اور تربیت کے لیے ہیں۔ جس طرح تمام دنیا کی سلطنتیں اپنی فوج، پولیس اور رسول سروں کے لیے آدمیوں کو پہلے خاص قسم کی ٹریننگ دیتی ہیں پھر ان سے کام لیتی ہیں، اُسی طرح اللہ کا دین (اسلام) بھی ان تمام آدمیوں کو، جو اس کی ملازمت میں بھرتی ہوں، پہلے خاص طریقے سے تربیت دیتا ہے، پھر ان سے جہاد اور حکومتِ الہی کی خدمت لینا چاہتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ دنیا کی سلطنتوں کو اپنے آدمیوں سے جو کام لینا ہوتا ہے اُس میں اخلاق اور نیک نفسی اور خدا ترسی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ انھیں صرف کارروائی بنانے کی کوشش کرتی ہیں، خواہ وہ کیسے ہی زانی، شرابی، بے ایمان اور بد نفس ہوں۔ مگر دینِ الہی کو جو کام اپنے آدمیوں سے لینا ہے وہ چونکہ سارے کاسارا ہے ہی اخلاقی کام، اس لیے وہ انھیں کارروائی بنانے سے زیادہ اہم اس بات کو

سمجھتا ہے کہ انھیں خدا ترس اور نیک نفس بناتے۔

وہ ان میں اتنی طاقت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جب وہ زمین میں خدا کی خلافت قائم کرنے کا دعویٰ لے کر انھیں تو اپنے دعوے کو سچا کر کے دکھائیں۔ وہ لڑیں تو اس لیے نہ لڑیں کہ انھیں خود اپنے واسطے مال و دولت اور زمین درکار ہے، بلکہ ان کے عمل سے ثابت ہو جائے کہ ان کی لڑائی خالص خدا کی رضا کے لیے اور اس کے بندوں کی فلاخ و بہبود کے لیے ہے۔ وہ فتح پا سکیں تو ملکبر و سرکش نہ ہوں بلکہ ان کے سر خدا کے آگے جھکے ہوئے رہیں۔ وہ حاکم ہیں تو لوگوں کو اپنا غلام نہ بنائیں بلکہ خود بھی خدا کے غلام بن کر رہیں اور دوسروں کو بھی خدا کے سوا کسی کا غلام نہ رہنے دیں۔ وہ زمین کے خزانوں پر قابض ہوں تو اپنی یا اپنے خاندان والوں یا اپنی قوم کے لوگوں کی جیتیں نہ بھرنے لگیں، بلکہ خدا کے رزق کو اس کے بندوں پر انصاف کے ساتھ تقسیم کریں، اور ایک سچے امانت دار کی طرح یہ سمجھتے ہوئے کام کریں کہ کوئی آنکھ ہمیں ہر حال میں دیکھ رہی ہے اور اُپر کوئی ہے جسے ہم کو ایک ایک پائی کا حساب دینا ہے۔

اس تربیت کے لیے ان عبادتوں کے سوا اور کوئی دوسرا طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔ اور جب اسلام اس طرح اپنے آدمیوں کو تیار کر لیتا ہے، تب وہ ان سے کہتا ہے کہ ہاں، اب تم روے زمین پر خدا کے سب سے زیادہ صالح بندے ہو، لہذا آگے بڑھو، لڑ کر خدا کے باغیوں کو حکومت سے بے دخل کر دو اور خلافت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لو:

كَفَّتْمُ هَيْيَا أَمْةً أَخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُورًا بِالْمُعْدُوفَةِ وَ تَنْهِيَّرًا عَوْنَ الْفُنْكَةِ وَ
تُؤْمِنُورَ بِاللَّهِ (آل عمرن: ۳: ۱۱۰) دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی
ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لا یا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے
روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (خطبات، ص ۲۵۹-۲۶۷)
